گمشدہ شخص کی وراثت کا حکم

دار الافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر:Faj-7046 تاریخ:07-04-2022

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ میرا نام۔۔۔۔۔۔۔۔ہے، میرے شوہر کانام۔۔۔۔۔۔۔۔ہے۔ میرے شوہر چرس وغیرہ کا نشہ کرتے تھے۔ گھر سے چلے جاتے، پھر واپس آجاتے، اب 2009ء سے گئے ہیں اور واپس نہیں آئے، ان کی زندگی یا موت کی کوئی خبر نہیں، میرے شوہر کی تاریخِ پیدائش 01-01-1958 ہے۔ اور اسلامی تاریخ 10 جمادی الاُخری 1377ھ ہے، اور اسلامی تاریخ کے حساب سے ان کی عمر 66 سال ہے۔ ان کے والدین ان کی زندگی ہی میں وفات پاگئے تھے، ان کا کوئی بیٹا نہیں ہے، ورثاء میں، بیوی تین بیٹیاں، دو بھائی اور دو بہنیں ہیں، میرے شوہر کے ترکے میں ایک گھر ہے، اس گھر کی تقسیم کس طرح ہوگی؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

جو شخص گم ہو جائے اور اس کے زندہ ہونے یا انتقال کر جانے کا علم نہ ہو، تو وہ شخص اپنے مال کے اعتبار سے زندہ سمجھا جائے گا اور اس کے مال میں وراثت جاری نہیں ہوگی، اس کے مال کو محفوظ رکھا جائے گا۔ 70 سال کی عمر ہونے تک اگر یہ واپس آجاتا ہے، تو اس کا مال اس کے حوالے کر دیا جائے گا، اور اس کی عمر 70 سال ہونے پر اس کے زندہ ہونے یا انتقال کرنے کا پتہ نہیں چلتا، تو قاضی شہر کے پاس مسئلہ پیش ہو اور وہ اس کی موت کا حکم دے دے اور قاضی نہ ہونے کی صورت میں مفتیِ شہر اس کی موت کا حکم دے دے، تو اُس وقت اس کی ملکیت میں جو کچھ ہے، وہ ان لوگوں میں تقسیم کر دیا جائے گا، جو اس کی موت کے وقت زندہ ہوں اور جو اس کی موت کے وقت سے پہلے ہی انتقال کر گئے، وہ اس کے مال میں وارث نہیں ہوں گے، لہٰذا پوچھی گئی صورت میں آپ کے شوہر کے مال میں فی الحال وراثت جاری نہیں ہوگی، ان کی عمر

ستر سال ہونے کے بعد، ان کے زندہ ہونے یا انتقال کر جانے کا علم نہ ہونے پر جب مسئلہ مفتیِ شہر کے پاس پیش ہو اور وہ ان کی موت کا حکم کر دیں، تو اس وقت ان کے جو وارث زندہ ہوں گے، ان میں ان کے حصوں کے مطابق مال تقسیم کر دیا جائے گا۔

درر الحکام شرح غرر الاحکام میں ہے: ”(غائب لم يدر أثره) أي في أي موضع هو (ولم يسمع خبره) أحي هو أم ميت (حي في حق نفسه) بالاستصحاب (ولا يقسم ماله قبل أن يعرف حاله) لأن ظاهر حاله الحياة والقسمة بعد الممات۔۔۔ (وبعده) أي بعد موت أقرانه (يحكم بموته في) حق (ماله يوم تمت المدة۔۔۔ ويقسم ماله بين من يرثه الآن) ولا يرثه وارث مات قبل المدة“ ترجمہ: ایسا غائب شخص جس کا کوئی علم نہ ہو کہ وہ کس جگہ ہے، اور اس کی کوئی خبر بھی نہ ہو کہ وہ زندہ ہے یا فوت ہو چکا ہے، تو وہ شخص استصحاب کی وجہ سے اپنے حق میں زندہ ہے اور اس کا مال اس کی حالت جاننے سے پہلے تقسیم نہیں کیا جائے گا، کیونکہ اس کی ظاہری حالت حیات شمار ہو گی اور تقسیم ترکہ مرنے کے بعد ہوتا ہے۔۔۔ اس کے ہم زمانہ لوگوں کی موت کے بعد غائب شخص کے مال کے اعتبار سے اس کی موت کا حکم دیا جائے گا، جس دن وہ مدت پوری ہو۔ اور اب اس کے ورثا میں مال تقسیم کر دیا جائے گا۔ جو اس مدت گزرنے سے پہلے فوت ہو گئے، وہ غائب شخص کے وارث نہیں بنیں گے۔

(درر الحکام شرح غرر الاحکام، جلد 2، صفحہ 128، 127، مطبوعہ بیروت)

بہارِ شریعت میں ہے: ”اگر کوئی شخص گم ہو جائے اور اس کی زندگی یا موت کا کچھ علم نہ ہو، تو وہ شخص اپنے مال کے اعتبار سے زندہ متصور ہو گا یعنی اس کے مال میں وراثت جاری نہ ہو گی، مگر دوسرے کے مال کے اعتبار سے مردہ شمار ہو گا یعنی کسی سے اس کو وراثت نہ ملے گی۔ گمشدہ شخص کے مال کو محفوظ رکھا جائے گا، یہاں تک کہ اس کی موت کا حکم دے دیا جائے اور اس کی مقدار صاحب فتح القدیر کی رائے میں یہ ہے کہ مفقود کی عمر کے ستر برس گزر جائیں، تو قاضی اس کی موت کا حکم دے گا اور اس کی جو اَملاک ہیں، وہ ان لوگوں پر تقسیم ہوں گی، جو اس موت کے حکم کے وقت موجود ہیں۔ مفقود کا اپنا مال تو پورا محفوظ رکھا جائے گا تاوقتیکہ اس کی موت کا حکم دیا جائے، اگر اس حکم سے پہلے وہ واپس آ گیا، تو اپنے مال پر قبضہ کر لے گا اور اگر واپس نہ آیا، تو جس وقت موت کا حکم کیا جائے گا، اس وقت جو وارث موجود ہوں گے، ان پر تقسیم کر دیا جائے گا۔“ **(بہارِ شریعت، جلد 3 (ب)، حصہ 20، صفحہ 1181، مکتبۃ المدینہ، کراچی)**

صدر الشریعہ بدر الطریقہ مفتی محمد امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:" جو شخص ایسا غائب ہو کہ اس کا پتہ نہ چلے اسے مفقود کہتے ہیں اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس کا مال اس وقت تک محفوظ رکھا جائے جب تک اس کی موت معلوم نہ ہو، یا یہ کہ قاضی اس کی موت کا حکم دیدے اور قاضی کب موت کا حکم دے گا؟ اس میں علماء کے مختلف اقوال ہیں۔ مگر امام ابن ہمام نے جس قول کو اختیار فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ اس کی عمر ستر سال کی ہو جائے۔ ردالمحتار میں فتح القدیر سے ہے:" واختار ابن همام سبعين لقوله عليه الصلوة والسلام اعمار امتى مابين الستين الى السبعين فكانت المنتهى غالبا" اور چونکہ مسماۃ مذکورہ کی عمر تقریبا ستر سال کی ہے۔ لہٰذا اگر ثابت ہو کہ ستر سال کی عمر ہو چکی ہے، تو حکم موت دیا جاسکتا ہے، مگر یہ کام قاضی کا ہے اور یہاں ہندوستان میں قاضی نہیں، یہ کام شہر کا سب میں بڑا عالم کر سکتا ہے کہ وہ ایسی صورت میں قاضی کے قائم مقام ہو سکتا ہے، اس کے پاس معاملہ کو پیش کیا جائے، اگر وہ موت کا حکم دیدے، تو جو کچھ مسماۃ کا مال ہے، وہ صورت مسئولہ میں دونوں وارثوں میں حسب شرائط فرائض برابر برابر تقسیم کر دیا جائے۔" **(فتاوی امجدیہ، جلد3، صفحہ382،381، دارالعلوم امجدیہ، کراچی)**

واللہ اعلم عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــہ

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

محمد طارق رضا عطاری مدنی

05 رمضان المبارک 1443ھ/07 اپریل 2022ء

دار الافتاء اہلسنت
daruliftaa@dawateislami.net

الجواب صحیح

مفتی ابو محمد علی اصغر عطاری

نوٹ: دار الافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net/ کے ذریعے کی جاسکتی ہے